REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ
عَسٰٓى أَن يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل

ربوہ

خطبہ نمبر ۳۲

یوم جمعہ

۱۸ ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ

فی پرچہ ۱ر

جلد ۴۵/۱۰ | ۲۷ وفا ۱۳۳۵ھش | ۲۷ جولائی ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۷۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

مری ۲۶ جولائی (بذریعہ تار)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔

"طبیعت اچھی ہے" الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

— ربوہ ۲۶ جولائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو آج طبیعت میں بہت ضعف محسوس ہو رہا ہے اور برد اطراف کی بھی شکایت ہے اور اعصابی بے چینی بھی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

— حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کو پہلے کی نسبت بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں ؛

خطبہ جمعہ

لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم ع ۲)

(ترجمہ) اگر تم میری نعمتوں کے شکر گزار رہو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ انعام دونگا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بھی بہت سخت ہے

خدا تعالیٰ ہمیشہ میرے ساتھ رہا ہے وہ اب بھی میری مدد کریگا اور منافقت دکھانے والوں کو ذلیل و رسوا کریگا۔

جماعت کی موجودہ ترقی اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھکر تمہارا فرض ہے کہ تم پہلے سے بھی بڑھ کر دین کی خدمت کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ جولائی ۱۹۵۶ء ۔ بمقام ربوہ

یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اسے ملاحظہ نہیں فرما سکے۔ (محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (سورہ جمعہ ع ۲)

اس کے بعد فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرماتا ہے اے مومنو جب تم کو جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو تم تجارت وغیرہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بھاگو اس آیت کے الفاظ تو بظاہر یہی ہیں کہ جب تمہیں جمعہ کے دن پکارا جائے تو تم تجارت وغیرہ چھوڑ کر نماز کے لئے آجاؤ۔ لیکن درحقیقت

جمعہ کے معنے اجتماع کے ہیں

اور اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب کسی قوم کے افراد کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے۔ اور اس پر مصیبت کے دن ہوتے ہیں۔ تو ان میں دین کی طرف رغبت اور اللہ تعالیٰ کی محبت زور پر ہوتی ہے۔ لیکن جب ان کی مصیبت کے دن ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ اور قوت اور طاقت انہیں حاصل ہو جاتی ہے تو ان میں منافقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس آیت کا بظاہر تو یہ مفہوم ہے۔ کہ اے مومنو جب تمہیں جمعہ کے دن پکارا جائے۔ تو تم تجارت وغیرہ چھوڑ کر نماز کے لئے آجاؤ۔ لیکن درحقیقت اس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ اے مسلمانو جب تم پر

طاقت اور عظمت کا زمانہ

آجائے تو ایسا نہ ہو کہ تم سست ہو جاؤ تم میں منافقت پیدا ہو جائے اور تم دنیا کو دین پر مقدم کرنے لگ جاؤ بلکہ تم پہلے سے بھی زیادہ دین کی خدمت میں لگ جاؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی قوم کو طاقت اور قوت حاصل ہو جاتی ہے تو عام طور پر انہیں اپنی پہلی حالت بھول جاتی ہے دس سال کی بات ہے کہ ہندوؤں نے قادیان پر حملہ کر کے احمدیوں کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان میں ہجرت کر کے آگئے اس وقت لاکھوں آدمیوں کو رستہ میں ہی مار دیا گیا۔ ایک اندھیر مچا ہوا تھا۔ اور ہر طرف چیخ و پکار بلند کی جا رہی تھی۔ اس وقت میں لاہور آیا۔ اور یہاں آکر میں نے ایسا انتظام کیا کہ قادیان کے رہنے والوں کے لئے لاریاں میسر آگئیں۔ چنانچہ میں نے اس وقت حکم دے دیا کہ

کوئی شخص پیدل چل کر نہ آئے

اگر کوئی شخص پیدل چلکر آیا۔ تو وہ میرا نافرمان ہوگا۔ چنانچہ قادیان کے رہنے والے پوری حفاظت کے ساتھ لاریوں پر پاکستان آئے۔ صرف وہ لوگ جنہوں نے میرا حکم نہیں مانا تھا۔ اور وہ لاریوں کا انتظار کئے بغیر قافلوں کے ساتھ پیدل چل پڑے تھے۔ انہیں بٹالہ یا اس کے قریب دیہات کے پاس حملہ آوروں نے مار ڈالا۔ لیکن جن لوگوں نے صبر کا نمونہ دکھایا اور میرے حکم کے مطابق انہوں نے اس وقت تک قادیان نہ چھوڑا جب تک کہ لاہور سے لاریاں وہاں نہ پہنچ گئیں وہ برات کی طرح پاکستان آگئے پھر میں نے انہیں ربوہ میں لا کر بسایا اور اب ربوہ ایک شہر بن گیا ہے۔ اور یہاں مختلف صنعتیں بھی شروع ہو گئی ہیں اور ہر ایک شخص کو نظر آرہا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے کس طرح ترقی دے رہا ہے۔

پاکستان کا ایک اخبار نویس

جو لیڈر بھی ہے اور مسلم لیگ کا ممبر ہے ۱۹۵۱ء میں ربوہ آیا۔ اور واپس جا کر اس نے ایک مضمون لکھا کہ ایک طرف لاہور کے پاس امپروومنٹ ٹرسٹ ایک نئی بستی آباد کر رہا ہے اور دوسری طرف مرزائی ربوہ کا شہر بسا رہے ہیں۔ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ پورا زور لگا رہے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ ان دونوں بستیوں میں سے کونسی بستی پہلے آباد ہوتی ہے اس وقت میں نے دردصاحب کو کہا۔ آپ اسے جواب میں ایک چٹھی لکھیں اور اس پر صرف ربوہ کا لفظ لکھ دیں

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل۔ ایل بی

اور کہیں کہ تمہارے مضمون کا یہی جواب ہے اب دیکھ لو کہ لاہور اب بھی ٹوٹا پڑا ہے بلکہ جب وہاں سیلاب آیا اور متعدد مکانات گر گئے تو میں نے یہاں سے تین سو معمار وہاں بھیجا اور انہوں نے وہاں مکانات تعمیر کئے۔ لیکن وہاں سے کوئی ایک معمار بھی یہاں نہیں آیا۔ پس ربوہ تو شہر کی حیثیت اختیار کر گیا۔ لیکن لاہور ابھی ٹوٹا پڑا ہے۔

درحقیقت

کسی قوم کا غلبہ

اسی وقت مفید ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے ماضی کو نہ بھلائے۔ طاقت اور قوت حاصل ہوتے پر منافقت شروع نہ کردے تم دیکھو جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے۔ اس وقت مدینہ کے سارے باشندے یہودیوں کے غلام تھے۔ یہودیوں نے مدینہ کے شہر پر قبضہ کر رکھا تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل مدینہ والوں کو دوبارہ عزت ملی۔ اور پھر انہوں نے دور دور کے علاقے فتح کرکے ان پر حکومت کی۔ لیکن ایک وقت وہ بھی آیا۔ جب مدینہ کے ایک منافق نے یہ کہا تم مجھے مدینہ میں واپس لوٹنے دو۔ پھر تم دیکھو گے کہ مدینہ کا سب سے زیادہ معزز شخص یعنے وہ کم بخت خود سب سے زیادہ ذلیل شخص یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شہر سے نکال دے گا۔ وہ خبیث خود سب سے زیادہ ذلیل تھا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سب سے زیادہ معزز

تھے لیکن وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ ذلیل قرار دینے لگ گیا۔ گویا ایک وقت تو یہ تھا کہ سارا مدینہ یہودیوں کا غلام تھا۔ لیکن جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کی غلامی دور ہوئی اور انہیں آزادی نصیب ہوئی۔ تو ان میں سے ایک شخص کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ وہ آپ کو مدینہ سے نکال دے گا لیکن خدا تعالےٰ کو بھی اپنے

رسول کے لئے غیرت

تھی اس نے اس شخص کو فوراً سزا دی۔ اس کا بیٹا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ مخلص مسلمان تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو میرے باپ کے متعلق کوئی خبر پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں پہنچی ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ کے لئے قتل کے سوا اور کونسی سزا ہو سکتی ہے۔ یا رسول اللہ اگر آپ نے میرے باپ کو قتل کی سزا دینی ہو۔ تو میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے قتل کر دوں۔ کیونکہ اگر اسے کسی اور مسلمان نے قتل کیا تو ممکن ہے کسی وقت مجھے شیطان ورغلا دے۔ اور میں اس مسلمان کو اپنے باپ کا قاتل ہونے کی وجہ سے مار دوں۔ آپ نے فرمایا ہمارا تمہارے باپ کو سزا دینے کا کوئی ارادہ نہیں۔ اس پر اس نے کہا یا رسول اللہ پھر بھی میری یہ درخواست ہے۔ کہ اگر آپ میرے باپ کو

قتل کی سزا

دینا چاہیں تو اس کام کے لئے مجھے حکم دیا جائے تا آئندہ کسی وقت شیطان مجھے اس کے قاتل کے متعلق ورغلا نہ سکے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ ہمارا اسے قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ لیکن اسے پھر بھی تسلی نہ ہوئی۔ جب مسلمان لشکر واپس آیا اور مدینہ کے اندر داخل ہونے لگا تو وہ نوجوان اپنے گھوڑے پر سے کود کر دروازہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے باپ کو کہنے لگا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بے شک معاف کر دیا ہے لیکن میں نے تمہیں معاف نہیں کیا۔ میں جب تک

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا ازالہ

نہ کرلوں گا تمہیں شہر میں داخل نہیں ہونے دوں گا گھوڑے سے نیچے اترو اور اپنی زبان سے سب لوگوں کے سامنے یہ اقرار کرو کہ میں مدینہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تلوار سے ابھی تمہارا سر قلم کر دوں گا چنانچہ وہ ڈر گیا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور اس نے سب لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار کیا۔ کہ میں مدینہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اس کے بعد اس کے بیٹے نے کہا چونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس لئے میں بھی تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اب تو شہر کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ مدینہ والوں کو عزت تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملی تھی۔ لیکن ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ چوہے بلوں سے باہر نکل آئے اور کہنے لگے ہم رئیس ہیں ہم معزز اور سردار ہیں۔ حالانکہ کچھ دن قبل وہ یہودیوں کے غلام تھے اور اگر وہ اب رئیس بن گئے تھے تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل بنے تھے بالکل اسی طرح اب بھی ہوا ہے۔ قادیان پر ہندوؤں نے حملہ کرکے احمدیوں کو باہر نکال دیا۔ تو خدا تعالےٰ انہیں میرے ذریعہ

پوری حفاظت کے ساتھ

پاکستان لایا۔ ورنہ اس وقت یہ حالت تھی کہ ہر طرف مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا تھا۔ اور ان کے اموال اور عزتوں کو لوٹا جا رہا تھا۔ ان دنوں فیروز پور سے ایک قافلہ آیا جو لاکھوں افراد پر مشتمل تھا۔ اور پاکستان کے بارڈر کے بالکل قریب آ کر ان میں سے ایک لاکھ افراد کو حملہ آوروں نے قتل کر دیا۔ لیکن قادیان کے کسی احمدی کو خراش تک بھی نہیں آئی۔ اس وقت بھی بعض منافقوں نے کہا تھا کہ خلیفہ ڈر کر پاکستان چلا گیا ہے۔ اور انہیں یہ خیال تک نہ آیا۔ کہ وہ ان کی جانیں بچانے کے لئے انتظام کر رہا ہے۔ اور وہاں سے ان کے بیوی بچوں کے لئے لاریاں بھجوا رہا ہے۔ اب ذرا ہوش آئی ہے۔ تو یہاں بھی منافق پیدا ہو رہے ہیں۔ جو لغو باتیں کرتے ہیں۔ جب میں تندرست تھا تو یہ لوگ خاموش رہتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ میں انہیں جماعت سے جوتیاں لگواؤں گا۔ لیکن اب میں بیمار ہو گیا ہوں تو چوہے اپنے بلوں سے باہر نکل آئے ہیں اور انہوں نے خیال کر لیا ہے۔ کہ بیماری کی وجہ سے میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا۔ اور وہ میری ٹانگیں آسانی سے کھینچ سکیں گے۔ لیکن وہ بے وقوف یہ نہیں جانتے۔ کہ میں آج سے نہیں بلکہ ۱۹۰۸ء سے

خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں

ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے اس وقت سے لے کر اب تک ہر جگہ میری مدد کی ہے تم جانتے ہو کہ جب میں خلیفہ ہوا تو مولوی محمد علی صاحب کا جماعت میں بہت زیادہ اثر تھا۔ اور مالدار طبقہ ان کے ساتھ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ جب فوت ہوئے اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی لاہور چلے گئے تو جماعت کے خزانہ میں صرف ۱۸ روپے تھے۔ اور اب خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارا سالانہ بجٹ اٹھارہ لاکھ کے قریب ہے۔ اگر میں خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو تم مجھے ۱۹۱۴ء میں مار دیتے۔ اور اگر اس وقت میں کسی وجہ سے بچ گیا تھا تو تم مجھے ۱۹۳۴ء میں مار دیتے۔ جب جماعت کا اثر اور مالدار طبقہ ایک طرف تھا اور میں دوسری طرف تھا بس

خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہمیشہ رہا ہے

اس نے اس وقت بھی میری مدد کی جب میں جوان تھا اور طاقت ور اور تندرست تھا اور اب بھی وہ میری مدد کرے گا جبکہ میں بوڑھا اور بیمار ہوں اگر اس وقت کسی نے منافقت دکھائی تو یاد رکھو خدا تعالےٰ کی تلوار اسے نیست و نابود کر دے گی اور اس کی آئندہ سات پشت تک کی نسل پر لعنت بھیجے گی کہ اس کی وجہ سے انہیں ذلت و رسوائی حاصل ہوئی پس خدا تعالےٰ فرماتا ہے اے مومنو جب تمہیں یوم الجمعہ نصیب ہو اور تمہیں طاقت اور قوت حاصل ہو جائے۔ تو تم معزز نہ ہو جاؤ تم دین کی خدمت میں سستی اور غفلت سے کام نہ لینے لگ جاؤ۔ بلکہ اس وقت تم پہلے سے بھی بڑھ کر دین کی خدمت کرو۔

ربوہ کی زمین کو دیکھ لو اسے بھی میں نے ہی خرید کر دیا تھا۔ پھر مکانات بنانے کا سوال آیا تو اکثر احمدی اس حالت میں نہیں تھے کہ وہ مکانات بنا سکیں۔ اور بعض ایسے تھے جو ایمان کا بہانہ بنا کر مکان بنانے سے ہچکچا رہے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ جب ہم نے جلد ہی قادیان چلے جانا ہے۔ تو یہاں مکانات بنانے کا کیا فائدہ لیکن میں ہمت سے اپنے ارادہ پر قائم رہا یا یوں کہو کہ خدا تعالےٰ نے مجھے قائم رکھا میں نے

خطبات اور تقاریر میں

احمدیوں کو یہاں آکر بسنے کے لئے بار بار کہا چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے مکانات تعمیر کئے۔ اور اب یہ ایک شہر بن گیا ہے۔ یہاں پہلے صرف تین خیمے تھے اور اب یہاں پونے چار ہزار مکان بن چکے ہیں اور جس رفتار سے مکانات بن رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ چند سال میں دس بارہ ہزار مکانات اور بن جائیں گے۔ پھر میں نے خطبہ پڑھا اور جماعت کے دوستوں کو کہا کہ وہ یہاں انڈسٹریاں جاری کریں۔ چنانچہ جماعت اس طرف بھی توجہ کر رہی ہے۔ برف کا کارخانہ بن چکا ہے اور بعض دوسری

انڈسٹریاں بھی جاری ہو چکی ہیں

ایک مستری نے مجھے ایک سلیٹ بھیجی اور لکھا کہ میں نے سلیٹ بنانے کا کام شروع کیا ہے۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ وہ سلیٹ نہایت اعلےٰ تھی۔ گویا اب خدا تعالےٰ نے جماعت کے دوستوں کو ایک طرح الہام کر رکھا ہے۔ کہ وہ یہاں آکر صنعتیں جاری کریں۔ اور اس طرح میری وہ بات بھی پوری ہو گئی جو میں نے یہاں پہلے جلسہ پر اپنی افتتاحی تقریر میں کہی تھی کہ ہمیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مقام حاصل ہے۔ اس نے جو ثمرات

ابراہیمی دعاؤں کے نتیجہ میں

مکہ والوں کو ملے۔ وہ یہاں کے رہنے والوں کو بھی حاصل ہوں گے۔ اب دیکھ لو۔ ایک مستری جو سائنسدان نہیں۔ اسے خدا تعالیٰ نے عقل دی۔ اور اس نے سلیٹ بنانے کی صنعت شروع کر دی۔ اور انہیں خشک پہاڑوں کے پتھروں سے کام لینا شروع کر دیا۔ پھر جن لوگوں کو میں نے اس کام پر مقرر کیا ہے۔ وہ کئی اور صنعتیں جاری کرنے کے لئے بھی سکیمیں تیار کر رہے ہیں۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ ربوہ والوں کے لئے رزق کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ اب غور کرو کہ یہ کس کا کام ہے۔ یہ کسی انسان کا کام نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ ہی ہے۔ جو سب کچھ کر رہا ہے۔ یہ اعتراض کرنے والے اس وقت کہاں تھے۔ جب قادیان پر ہندوؤں نے حملہ کیا تھا۔ یہ اس وقت چیخیں مار رہے تھے۔ اور پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ کہ خلیفہ کی دہائی ہے۔ ہمیں یہاں سے جلد نکالو۔ اب یہاں امن سے بس گئے۔ تو وہی لوگ اس خلیفہ کے خلاف ہو گئے۔ وہ یہ بھول گئے کہ میں ان میں سے ایک ایک آدمی کو لاریوں میں بٹھا کر ہندوؤں سے بچا لایا تھا۔ اور ان میں سے کسی کو میں نے پیدل نہیں چلنے دیا تھا۔ بلکہ میں نے حکم دے دیا تھا۔ کہ کوئی شخص پیدل چل کر نہ آئے۔ چنانچہ جن لوگوں نے میری بات مان لی، وہ لاریوں میں بیٹھ کر لاہور پہنچ گئے۔ اور جنہوں نے میری بات نہیں مانی ان میں سے اکثر فتح گڑھ چوڑیاں اور بٹالہ کے پاس قتل کر دئے گئے۔ پھر لاہور میں میں نے ان کے کھانے اور رہنے کا انتظام کیا۔ اس کے بعد میں نے

ربوہ کی زمین

خریدی۔ اور انہیں یہاں لے آیا۔ پہلے انہیں کچھ مکانات بنا کر دیئے گئے۔ پھر پختہ مکانات بنائے گئے۔ اور ربوہ کو شہر کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ جب یہ سب کچھ ہو گیا، اور انہیں امن میسر آگیا۔ تو ان میں سے بعض منافق اب میرے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس طاقت اور قوت اور جتھہ کے وقت اپنے ماضی کو نہیں بھلانا چاہیئے تھا۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو ابھی میں نے پڑھی ہے توجہ دلائی ہے فرماتا ہے۔ اے مسلمانو جب تمہیں طاقت اور قوت مل جائے۔ تمہاری تعداد بڑھ جائے۔ اور تمہیں عزت نصیب ہو جائے۔ اس وقت تم خدا تعالیٰ کو بھول نہ جاؤ۔ بلکہ تم اس وقت یہ خیال کرو۔ کہ جو عزت اور دولت تمہیں ملی ہے۔ وہ سب اس کے

طفیل ہے۔ اگر تم طاقت اور قوت کے وقت خدا تعالےٰ کو بھول جاؤ گے۔ اور اتحاد میں رخنہ ڈالو گے۔ تو یہ ناشکری ہو گی۔ اور اس ناشکری کی

عبرتناک سزا

تمہیں ملے گی۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ (ابراہیم ع۲ پ۱۳) کہ اگر تم میری نعمتوں کے شکر گذار ہو گے۔ تو میں تمہیں اور بھی زیادہ انعام دوں گا۔ اور اگر تم نے کفران نعمت کیا۔ تو یاد رکھو۔ میرا عذاب بہت سخت ہے۔ میں تمہیں ایسی سزا دوں گا۔ کہ تم حسرت سے کہو گے۔ کہ خدا کرے۔ ہمیں وہ نعمتیں دوبارہ میسر آجائیں، جو ہمیں پہلے ملی تھیں۔ پس

بدقسمت ہے وہ انسان

جو یوم الجمعۃ کے وقت خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ یوم الجمعہ بھی خدا تعالیٰ لایا ہے۔ اور اگر اس نے ناشکری کی۔ اور غرور میں آگیا۔ تو وہ اسے سخت سزا دے گا۔ تم دیکھ لو۔ جب مسلمان تھوڑی تعداد میں تھے۔ تو انہوں نے اس وقت کی معلومہ دنیا فتح کر لی۔ لیکن جب ان کی تعداد بڑھ گئی۔ تو وہ خدا تعالےٰ کو بھول گئے۔ اور انہوں نے یہ خیال کیا۔ کہ انہیں جو کچھ ملا ہے۔ وہ ان کی عقل اور ان کے

تدبّر کے نتیجہ میں

ملا ہے۔ آخر وہ رسوا ہو کر رہ گئے۔ اگر انسان طاقت اور قوت کے مل جانے پر غرور نہ کرے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا شکر گذار بندہ بن جائے۔ تو خدا تعالیٰ اس کی طاقت میں روز بروز زیادتی کرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس طاقت و قوت کا غلط استعمال کرنے لگ جائے۔ اور اسے خدا تعالیٰ کی بجائے اپنے نفس کی طرف منسوب کرنا شروع کر دے۔ تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کو دینا آتا ہے۔ تو اسے چھیننا بھی آتا ہے۔ اور کسی نعمت کا نہ ملنا اتنا بڑا عذاب نہیں۔ جتنا نعمت دے کر چھین لینا عذاب ہے یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔ کہ اے اللہ فراخی کے بعد ہم پر تنگی کا زمانہ نہ آئے۔ کیونکہ فراخی کے بعد تنگی آئے۔ تو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ جب کچھ بھی پاس نہ ہو۔ تو تکلیف کا احساس کم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی نعمت دے کر اللہ تعالیٰ واپس لے لے۔ تو انسان اسے بہت زیادہ محسوس کرتا ہے۔ تم دیکھ لو۔ جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ تو اس وقت ان کے صدمات

بھی زیادہ نہیں تھے۔ لیکن اب چونکہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اور انہوں نے ایک وقت تک طاقت اور قوت کی لذت بھی اٹھائی ہے۔ اس لئے اپنی موجودہ رسوائی کو دیکھ کر انہیں بہت زیادہ صدمہ محسوس ہوتا ہے۔ وہ چین کو دیکھتے ہیں۔ تو حسرت کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ چین ہمارا تھا۔ وہ روس کو دیکھتے ہیں تو حسرت کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ روس ہمارا تھا۔ وہ یورپ کو دیکھتے ہیں۔ تو حسرت کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ یورپ ہمارا تھا۔ وہ اپنی گذشتہ شان و شوکت پر آنسو بہاتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں کہ ہم کیا سے کیا ہو گئے۔ یا تو ہم ساری دنیا پر حکمران تھے۔ اور یا اب ہماری یہ حالت ہے۔ کہ ہم اپنا ہاتھ دوسرے ملکوں کے آگے پھیلائے ہوئے ہیں۔ اور اگر کوئی ٹھڈہ بھی مارتا ہے، تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ایک وقت تھا۔ جب انگلستان پر سپین کی فوج چڑھ آئی۔ تو

انگلستان کی ملکہ

نے ترکوں کو خط لکھا۔ کہ میں نے مسلمانوں کی روایات سنی ہیں۔ کہ وہ عورتوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔ اس وقت دشمن نے میرے ملک پر حملہ کر دیا ہے۔ میں آپ کو اسلام کی غیرت دلاتی ہوں۔ اور درخواست کرتی ہوں، کہ میری اس بے بسی اور بے کسی کی حالت میں میری مدد کی جائے۔ میں نے یورپ کے سفر کے دوران میں وہ مکان دیکھا ہے۔ جس میں ترک جرنیل اترے۔ وہاں اب بھی دیواروں پر

لا الٰہ الا اللہ

لکھا ہوا ہے۔ انگریزوں کو علم نہیں تھا کہ یہ کیا لکھا ہے۔ وہ اسے سنگھار کی بیلیں خیال کرتے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا۔ کہ یہ سنگھار کی بیلیں نہیں بلکہ لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوا ہے۔ اب کہاں یہ حالت کہ ایک وقت جب انگلستان پر دشمن کی فوجیں چڑھ آئیں۔ تو اس کی ملکہ ترکوں سے مدد کی درخواست کرتی ہے۔ اور لکھتی ہے کہ مسلمان عورتوں کی مدد کرتے چلے آئے ہیں۔ میں بھی ایک بے بس اور بے کس عورت ہوں۔ آپ لوگ میری مدد کریں۔ اور کہاں یہ حالت کہ وہ یورپین طاقتوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے پھرتے ہیں۔ پھر ایک وقت تھا۔ کہ جب ترکوں کو چین سے نکال دیا گیا، لیکن پھر ایک زمانہ آیا۔ جب انہوں نے دوسرے ممالک کے علاوہ روس کو بھی فتح کر لیا۔ اب پھر انہیں روس دھمکاتا ہے۔ تو وہ ڈر جاتے ہیں۔ جب ان کے پاس

کچھ بھی نہیں تھا۔ تو انہیں اس قدر تکلیف نہیں تھی۔ جتنی اب ہے۔ کیونکہ اب یہ چیزیں ایک دفعہ مل کر ان سے چھین لی گئی ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک زمانہ میں روس بھی ان کے ماتحت تھا۔ اور اب وہ انگلستان ٹرکی پاکستان عراق اور ایران سے مل کر

بغداد پیکٹ

میں شامل ہوئے ہیں۔ تاکہ وہ سب مل کر روس کا دفاع کر سکیں۔ تو انہیں کتنی تکلیف ہوتی ہو گی۔ حالانکہ ایک وقت وہ بھی تھا۔ جب ان سے ڈر کر پانچ سو میل کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے روس کے بادشاہ کا پیشاب خطا ہو جاتا تھا۔ پس زمانہ بدلتا رہتا ہے۔ جب انسان کے پاس نعماء نہیں ہوتیں۔ تو وہ زیادہ دکھ محسوس نہیں کرتا۔ لیکن جب ایک دفعہ نعمتیں مل جاتی ہیں۔ اور پھر چھین لی جاتی ہیں۔ تو اسے بہت زیادہ دکھ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللّٰہ وذروا البیع میں

مسلمانوں کو یہ سبق دیا ہے

کہ جب تمہیں طاقت اور قوت میسر آجائے۔ تو اپنے ماضی کو نہ بھولو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس طاقت کو قائم رکھے۔ لیکن اگر تم اپنے ماضی کو بھول گئے۔ اور تم نے یہ خیال کر لیا۔ کہ یہ سب طاقت اور رعب تمہیں اپنے علم اور عقل کی بناء پر حاصل ہوا ہے۔ تو خدا تعالےٰ تمہارے شیرازہ کو توڑ کر رکھ دے گا۔ تم بے شک تجارتیں کرو گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ دو تین ہزار روپے تمہارے گھر آجائیں۔ لیکن یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ کسی قوم کے پاس بے شک دولت ہو۔ لیکن اسے دنیا میں کوئی

عزّت اور وقار

حاصل نہ ہو۔ تو وہ زندہ قرار نہیں دی جا سکتی۔ انگریزوں کے زمانہ میں بعض ہندوؤں کے پاس کروڑوں روپیہ ہوا کرتا تھا، لیکن وہ معمولی چپڑاسیوں سے بھی ڈر جایا کرتے تھے۔ میں ایک دفعہ کراچی گیا۔ تو مجھے ایک بنک والے نے بتایا۔ کہ ہمیں فلاں ہندو کو ایک کروڑ روپیہ تک اوور ڈرا (Over Draw) دینے کی اجازت ہے۔ پھر ایک دفعہ اس ہندو کو میرا ایک ایجنٹ ملاقات کے لئے لے آیا۔ وہ بھٹنڈا کا رہنے والا تھا۔ اور بھٹنڈا کی زبان بڑی کرخت ہوا کرتی ہے۔ وہاں کے لوگ "آپ" کی بجائے "تمنوں" کا لفظ استعمال کیا کرتے ہیں۔ ایجنٹ نے خیال کیا۔

کر یہ

بہت بڑا تاجر

ہے۔ چلو اسے ملا لاؤں۔ جب وہ میرے پاس آیا۔ تو اس نے بیٹھتے ہی کہا۔ تمنوں یہاں آئے ہوئے تھے ہمنوں کا جی چاہا۔ کہ تمنوں سے مل لیں۔ اس پر ایجنٹ گھبرا گیا۔ اور اس نے خود گفتگو شروع کر دی۔ اور کہا کہ آپ یہاں تشریف لائے۔ تو میں نے خیال کیا۔ کہ چونکہ یہ بڑے تاجر ہیں۔ اور بنک بھی ان کو ایک کروڑ روپیہ تک اوور ڈرا (Over Draw) دیتا ہے۔ اس لئے میں انہیں آپ کی خدمت میں ملاقات کے لئے لے آؤں۔ اس کا خیال تھا۔ کہ شاید وہ ہندو سنبھل جائے۔ اور "آپ" کا لفظ استعمال کرنے لگ جائے۔ لیکن پھر جب اس نے گفتگو کی۔ تو تمنوں ہمنوں کہنا شروع کر دیا۔ اس پر ایجنٹ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور اس نے کہا۔ آپ ہمیں واپسی کی اجازت دیں۔ کیونکہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ اب دیکھو اس ہندو کے پاس بظاہر بڑی دولت تھی۔ لیکن پھر بھی وہ

جاہل اور اَن پڑھ

تھا اور بات کرنے کا سلیقہ تک اسے نہیں آتا تھا۔ اسی طرح پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ میں نے کسی شہزادہ سے بندوق مانگی۔ اور شکار کے لئے باہر گیا۔ ایک بنیا نے مجھ سے کہا۔ کہ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا۔ میں نے بندوق کندھے پر رکھ لی۔ اس پر اس بنیا نے کہا۔ یہ تم کیا کرتے ہو۔ تم نے بندوق کا منہ میری طرف کر دیا ہے۔ میں نے کہا ڈرو نہیں۔ اس میں کارتوس نہیں ہیں۔ اس نے کہا کارتوس نہ ہوں۔ تب بھی یہ بندوق انسان کو مار دیتی ہے۔ انگریزی چیز بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ اب دیکھو اگر کسی انسان میں اس قدر کم عقل ہو۔ تو دولت کا کیا فائدہ۔ درحقیقت طاقت اور قوت بھی اسی وقت مفید ہوتی ہے۔ جب عقل پائی جاتی ہو۔ عقل کے بغیر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو دیکھو لو اسلام لانے سے پہلے ان کی حالت کس قدر گری ہوئی تھی۔ وہ لوگ گوہیں کھاتے تھے۔ اور ماؤں سے نکاح کر لیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے ایران پر حملہ کیا۔ تو بادشاہ نے اپنے درباریوں سے کہا۔ کہ میں یقین نہیں کر سکتا۔ کہ

عرب کے رہنے والے

میرے ملک پر حملہ آور ہوئے ہوں۔ وہ تو نہایت ذلیل لوگ ہیں۔ انہیں میرے ملک پر حملہ آور ہونے کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے۔ تم ان کے جرنیل کو پیغام دو۔ کہ مجھ سے آکر ملے۔ چنانچہ اس کا پیغامبر اسلامی جرنیل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ افسر کو ایک دستہ کے ہمراہ بادشاہ ایران کے پاس بھیج دیا۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اور دربار میں لاکھوں روپیہ کی قالینیں بچھی ہوئی تھیں۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ قالین پر اپنا نیزہ مارتے ہوئے گزر گئے۔ بادشاہ کو سخت غصہ آیا۔ کہ لاکھوں روپیہ کے قالین ہیں۔ لیکن یہ شخص ان پر نیزہ مارتے ہوئے آرہا ہے۔ جب وہ صحابی رضی اللہ عنہ قریب پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تم لوگوں کو مجھ پر حملہ آور ہونے کی کس طرح جرأت ہوئی ہے۔ تم لوگ تو اس قدر ذلیل تھے۔ کہ تم گوہ کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور اپنی ماؤں سے نکاح کر لیا کرتے تھے۔ میں تمہارا لحاظ کرتے ہوئے تمہارے ہر سپاہی کو ایک اشرفی اور ہر افسر کو دو اشرفی دوں گا۔ تم واپس چلے جاؤ۔ اور حملے کا ارادہ چھوڑ دو۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ بادشاہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہماری یہی حالت تھی۔ ہم گوہیں کھاتے تھے۔ اور ماؤں سے نکاح کر لیا کرتے تھے لیکن اب ہماری وہ حالت نہیں رہی۔ اب خدا تعالیٰ نے ہم میں اپنا ایک رسول مبعوث کیا ہے۔ جس نے ہمارا نقشہ بدل کر رکھ دیا ہے۔ اور اس نے ہمیں

حلال وحرام کی تمیز

سکھا دی ہے۔ اب وہ زمانہ چلا گیا۔ جب لوگ ہمیں رشوت دے کر اپنی بات منا لیتے تھے۔ اب جب تک ہم تمہارا تخت فتح نہ کر لیں گے۔ پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ بادشاہ نے کہا۔ یاد رکھو میں تمہیں اس گستاخی کی سزا دوں گا۔ اس پر اس نے اپنے ایک سپاہی کو بلایا۔ اور اسے حکم دیا۔ کہ ایک بورا مٹی سے بھر کر لاؤ۔ جب وہ مٹی کا بورا لے آیا۔ تو اس نے مسلمان افسر سے کہا۔ آگے آؤ۔ وہ آگے آ گئے۔ اس نے کہا نیچے جھکو اس پر وہ نیچے جھک گئے۔ اس نے مٹی کا بورا ان کی پیٹھ پر رکھ دیا۔ اور کہنے لگا جاؤ میں اب اس بورے سے زیادہ تمہیں کچھ دینے کے لئے تیار نہیں۔ میں نے تمہیں اشرفیاں پیش کی تھیں، لیکن تم نے انہیں قبول نہ کیا۔ اب تمہیں اس بورے کے سوا اور کچھ نہیں مل سکتا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ بورا اٹھا کر جلدی سے باہر نکل گئے۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا آ جاؤ۔ بادشاہ ایران نے

ایران کی زمین

خود ہمارے سپرد کر دی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور لشکر کی طرف روانہ ہو گئے۔ مشرک تو وہمی ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جب یہ بات سنی۔ تو اس نے لوگوں سے کہا۔ جلدی جاؤ اور اس مسلمان افسر سے مٹی کا بورا لے آؤ۔ لیکن وہ اس وقت بہت دور نکل چکے تھے۔ اب دیکھو گوہیں کھانے والوں اور ماؤں سے نکاح کر لینے والوں میں کس قدر عقل آ گئی تھی۔ پہلے تو وہ قالینوں پر نیزہ مارتے ہوئے آگے گزر گئے۔ اور پھر بادشاہ نے جب ان کی پیٹھ پر مٹی کا بورا رکھا۔ تو وہ کہنے لگے بادشاہ ایران نے ایران کی زمین خود ہمارے سپرد کر دی ہے۔ اور پھر فی الواقعہ مسلمانوں نے ایران کو فتح کر لیا۔ پس جماعت کو یوم جمعہ کی قدر کرنی چاہیئے کیونکہ غلبہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آتا ہے۔ اور جہاں وہ غلبہ اور قوت دیتا ہے۔ وہاں وہ جب چاہے اسے چھین بھی سکتا ہے۔ کوئی دن تھا۔ کہ قادیان کے اردگرد دیہات میں بھی ہمارا کوئی مبلغ نہیں تھا۔ لیکن اب

دنیا کے ہر علاقہ میں ہمارے مبلغ موجود ہیں

اور آئندہ وہ وقت آئے گا۔ جب ہر قصبہ اور ہر شہر میں ہمارا مبلغ ہو گا۔ پس یہ غلبہ جو تمہیں حاصل ہوا ہے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ نے ہی تمہیں دیا ہے۔ تم اس کی قدر کرو۔ اگر تم اس کی ناشکری کرو گے۔ اگر تم منافق بنو گے۔ اور ورغلانے والوں کو اپنے گھروں میں بٹھاؤ گے۔ تو خدا تعالیٰ کی گرفت سے تم محفوظ نہیں رہ سکو گے۔ اگر تم میں ایمان تھا۔ تو تم نے اس قسم کے لوگوں کو کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ تم منافق ہو۔ اور تم نے ان کی زبان بندی کیوں نہ کی۔ کیا تم نہیں جانتے، کہ یہ یوم جمعہ تمہیں خدا تعالیٰ نے ہی دیا ہے۔ کبھی وہ دن تھا۔ کہ تم ماریں کھاتے تھے مگر آج ساری دنیا تمہاری طاقت کی معترف ہے۔

تجھے یاد ہے

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شخص مرزا حیرت آپ کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ وہ شخص بہت چالاک اور ہوشیار تھا اس نے بعد میں ایک اخبار بھی نکالا تھا۔ اسے شرارت سوجھی اور وہ انسپکٹر پولیس بن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ گیا۔ اور کہنے لگا۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ پوچھنے آیا ہوں۔ کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض احمدی آپ کی اس شرارت کی وجہ سے ڈر بھی گئے۔ لیکن بعد میں پتہ لگ گیا۔ کہ اس نے فریب کیا ہے۔ اور بعض احمدیوں نے اسے ڈانٹا بھی۔ اس کے بعد ندوہ کے ایک پروفیسر نے جو پٹھان تھا۔ تقریر کی اور کہا۔ کہ مرزا مسیح موعود بنا پھرتا ہے۔ وہ دلی گیا۔ تو مرزا حیرت انسپکٹر پولیس بن کر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ کوٹھے پر بیٹھا ہوا تھا (حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے دالان میں بیٹھے ہوئے تھے) ڈر کے مارے جلدی سے نیچے اترا۔ تو سیڑھی سے پاؤں پھسل گیا۔ اور منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی کذب بیانی پر غیرت آئی۔ وہ شخص رات کو اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ کہ سوتے سوتے اس کا دماغ خراب ہوا۔ وہ نیند میں ہی اٹھا۔ اور کوٹھے سے زمین پر گر کر ہلاک ہو گیا۔

غرض

ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے

اگر وہ فوری طور پر کسی کی خبر لے سکتا ہے۔ تو دس سال بعد بھی اس کی خبر لے سکتا ہے۔ عبد اللہ آتھم کو ہی دیکھ لو۔ جب اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دجال کہا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا۔ کہ تم نے خدا تعالیٰ کے ایک راستباز کو دجال کہا ہے۔ تم یہ نہ سمجھو۔ کہ وہ اس وقت فوت ہو چکے ہیں۔ بلکہ

یاد رکھو

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خدا اب بھی زندہ ہے۔ اور وہ تمہیں اس گستاخی کی وجہ سے کچل کر رکھ دے گا۔ تو اس پر عبد اللہ آتھم سخت گھبرایا۔ اور اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ میری توبہ۔ میں نے اس قسم کی کوئی گستاخی نہیں کی۔ اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فوت ہوئے ۱۳۰۰ سال ہو چکے تھے۔ ملک پر

انگریزوں کی حکومت

تھی۔ اور عبد اللہ آتھم انگریزی حکومت کا ایک افسر تھا۔ اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کہا۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خدا

اب بھی زندہ خدا ہے

اور وہ تمہیں اس گستاخی کی سزا دیگا تو وہ کہنے لگا۔

میری توبہ۔ میں نے ایسی گستاخی نہیں کی۔ پس یاد رکھو۔ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور پھر اس امر کو بھی اچھی طرح یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے جو تمہیں طاقت عطا کی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہے۔ پھر اس نے اکثر کام میرے ہاتھ سے کرائے ہیں۔ لیکن جماعت کے بعض لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ بلکہ جب خدا تعالےٰ نے انہیں تعداد میں زیادہ کر دیا۔ تو وہ منافق بن گئے۔ وہ نہیں جانتے کہ اگر انہوں نے راستی کو چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ ان کو کچل کر رکھ دے گا۔ اور ستر ستر نسل تک ان کی اولاد ان پر لعنت کریگی اور کہے گی کہ ان کے آباء و اجداد فتنہ پرداز تھے۔ جنہوں نے منافقت دکھائی۔ اور ہمیں بدنام کر دیا۔ اگر وہ اپنے وعدوں پر قائم رہتے۔ اور

خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی ناشکرگزاری

نہ کرتے۔ تو وہ منافقت نہ دکھاتے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم تعداد میں بہت تھوڑے تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تمہیں میرے ذریعہ سے بڑھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جو آخری جلسہ سالانہ ہوا۔ اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا۔ اب تو جماعت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمارے سپرد جو کام تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ پھر حضرت خلیفہ اول کے زمانہ خلافت کے آخری جلسہ سالانہ پر دس گیارہ سو دوست جمع ہوئے۔ مگر اب عیدین کے موقعہ پر بلکہ بعض اوقات جمعہ کی نماز میں بھی دو دو ہزار دوست آ جاتے ہیں۔ یہ ترقی خدا تعالےٰ نے ہی تمہیں عطا کی ہے۔ اگر تم نے اس کی ناشکری کی۔ تو یاد رکھو جو خدا تمہیں بڑھا سکتا ہے۔ وہ گھٹا بھی سکتا ہے۔ تمہارا کام تھا کہ تم اس وقت توبہ کرتے

خدا تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی

طلب کرتے اور کہتے۔ اے خدا۔ تو نے ہی ہمیں بڑھایا ہے۔ اور ہم تیری اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اور تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو ہمیں کم نہ کرنا بلکہ ہمیشہ بڑھاتے چلے جانا تا کہ ہم تیرے نام کو بلند کرتے رہیں۔ اور تیری توحید کو دنیا میں پھیلاتے رہیں

خطبہ ثانیہ

کے بعد فرمایا۔

باوجود بیماری کے میں عید پڑھانے یہاں آ گیا تھا۔ کل خطبہ کی وجہ سے طبیعت پر بوجھ بھی پڑا۔ پھر کل اتفاقاً گرمی زیادہ تیز تھی۔ جس کی وجہ سے صحت خراب ہو گئی۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے

مجھے دو سال کے بعد یہاں عید پڑھانے کا موقع دے دیا

دو سال سے میرا یہاں عید نہ پڑھانا جماعت کے لئے بڑے صدمے کا موجب تھا۔ اس لئے میں تکلیف اٹھا کر بھی یہاں آ گیا تا کہ دوستوں کے دل خوش ہوں۔ نماز کے بعد میں ایک جنازہ پڑھاؤنگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پرانے صحابی

قاضی محبوب عالم صاحب

لاہور کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ان کی یہ عادت تھی کہ وہ آپ کو ہر روز دعا کے لئے خط لکھا کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک جگہ پر شادی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن فریق ثانی رضامند نہیں تھا۔ اسلئے وہ روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھتے کہ حضور دعا فرمائیں کہ یا تو لڑکی مجھے مل جائے یا اللہ تعالےٰ میرا دل اس سے پھیر دے۔ اب مجھے یاد نہیں رہا کہ آیا ان کا دل پھر گیا تھا۔ یا ان کی اس لڑکی سے شادی ہو گئی تھی۔ بہرحال دونوں میں سے ایک بات ضرور ہو گئی تھی۔

پھر نہ صرف وہ خود اس نشان کے حامل تھے بلکہ ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ایک اور شخص کو بھی اپنے نشان کا حامل بنایا۔ ہمارے ایک دوست

ماسٹر عبد العزیز صاحب

تھے۔ جنہوں نے قادیان میں طبیہ عجائب گھر کھولا ہوا تھا اس وقت ان کا لڑکا مبارک احمد دواخانہ چلا رہا ہے۔ اور ان کی دوائیاں بہت مقبول ہیں۔ انہوں نے قاضی محبوب عالم صاحب کے متعلق سنا کہ وہ ہر روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قسم کا خط لکھا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے بھی روزانہ خط لکھنا شروع کر دیا۔ انہیں بھی ایک ذیلدار کی لڑکی سے جو ان کے ماموں یا پھوپھا تھے محبت تھی۔ وہ روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھتے اور کہتے۔ حضور دعا فرمائیں۔ کہ قاضی محبوب عالم صاحب کی طرح یا تو میرا دل اس لڑکی سے پھر جائے اور یا پھر میری اس سے شادی ہو جائے۔ چنانچہ ان کی وہاں شادی ہو گئی اور مبارک احمد اسی بیوی سے ہے۔ گویا قاضی صاحب نہ صرف خود ایک نشان کے حامل تھے۔ بلکہ ایک دوسرے نشان کے محرک بھی تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں

اس خواہش کا اظہار

کیا تھا۔ کہ میں ان کا جنازہ پڑھاؤں اور ان کا جنازہ یہاں لایا بھی گیا۔ لیکن ان کی اولاد سے یہ غلطی ہوئی۔ کہ وہ لنگر خانہ میں بیٹھے رہے۔ اور جب دھوپ چمکنے لگی۔ تو مجھے جنازہ پڑھانے کے لئے اطلاع دی۔ حالانکہ وہ رات کے وقت مجھ سے کہہ چکے تھے کہ وہ سوا نو بجے جنازہ لے آئیں گے۔ لیکن سوا نو بجے جب میں نے پرائیویٹ سکرٹری سے پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ ابھی تک وہ نہیں آئے۔ اگر وہ اس وقت جنازہ لے آتے تو میں جانتا ہوں ربوہ کے لوگ

بہت مخلص اور ہوشیار ہیں

مسجد میں ایک دفعہ اعلان کیا جاتا۔ تو قریب کے محلہ سے ہی ۶۰۔۷۰ آدمی آ جاتے اور نماز شروع ہونے تک دو ہزار کا مجمع ہو جاتا۔ لیکن وہ لنگر خانہ میں بیٹھے رہے۔ اور اس قسم کے پرانے صحابی کے جنازہ پڑھانے میں جو مجھے لذت محسوس ہوتی تھی۔ اس سے بھی محروم رکھا۔ حالانکہ میرے یہاں ٹھہرنے میں

ایک حکمت یہ بھی تھی

کہ میں ان کا جنازہ پڑھا دوں۔ لیکن ان کی اولاد نے نہ صرف اپنے باپ کی خواہش کو پورا نہ کیا۔ بلکہ مجھے بھی اس سرور سے محروم رکھا۔ جو مجھے ان کے

جنازہ پڑھانے سے

حاصل ہونا تھا۔ بہرحال اب نماز کے بعد میں ان کا جنازہ غائب پڑھاؤنگا

احباب کی توجہ کیلئے ضروری اعلان

ایک مفید اور خوبصورت پمفلٹ کی اشاعت

گذشتہ سال امریکہ کے مشہور رسالہ "لائف" نے اپنی ایک خصوصی اشاعت میں اسلام کے متعلق مضمون لکھتے ہوئے دنیا میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کا بھی تفصیلی ذکر کیا تھا۔ اور ساتھ ہی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے بعض مبلغوں اور مدرسہ کے طالبعلموں کی تصاویر بھی شائع کی تھیں۔ جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس طرح دنیا کے مختلف حصوں اور خصوصاً افریقہ میں جماعت احمدیہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہے ——— چونکہ یہ مضمون جماعت کی تبلیغی خدمات سے دوسرے دوستوں کو متعارف کرانے کے لئے نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے اسلئے نظارت اصلاح و ارشاد نے رسالہ لائف سے اجازت حاصل کر کے اس مضمون کا اردو ترجمہ نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب پیرائے میں متعلقہ تصاویر کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ مضمون آٹھ صفحوں کے پمفلٹ کی شکل میں اعلیٰ آرٹ پیپر پر نہایت دیدہ زیب شکل میں تمام کا تمام رنگین بلاکوں میں ہفتہ عشرہ تک شائع ہو رہا ہے۔ نظارت کا منشاء ہے کہ ایسا مفید اور دلکش پمفلٹ دوسرے اہل علم اور زیر اثر دوستوں میں زیادہ سے زیادہ تقسیم ہو۔ لہٰذا اگر جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریان اصلاح و ارشاد اپنی اپنی ضرورت کے مطابق مطلوبہ تعداد سے ہمیں فوری مطلع فرمائیں تو ایک معین پروگرام کے ماتحت ان جماعتوں کو یہ پمفلٹ بھیجنے میں ہمیں آسانی ہوگی۔

اس پمفلٹ کی قیمت برائے نام دس روپیہ فی سینکڑہ اور دو آنہ فی پمفلٹ مقرر کی گئی ہے۔ جماعتوں کے علاوہ افراد بھی اپنے طور پر تقسیم کرنے کے لئے نظارت کو اپنی ضرورت سے مطلع کریں۔ تبلیغ کے لئے انشاء اللہ یہ پمفلٹ نہایت مفید اثرات پیدا کر سکتا ہے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

ایک فتنہ پرداز شخص کے متعلق رپورٹ موصول ہونے پر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام احباب جماعت کے نام

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مربی سلسلہ راولپنڈی کی طرف سے ایک رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ رپورٹ اور اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو پیغام احباب جماعت کے نام ارسال فرمایا ہے وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مولوی محمدؐ صدیق صاحب شاہد کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

مکرم چیمہ صاحب افسر حفاظت نے مجھے کہا ہے کہ حضور اقدس کی خدمت میں لکھوں کہ راولپنڈی میں اللہ رکھا کو تم نے کس کے کہنے پر رکھا تھا؟ عرض ہے کہ گزشتہ رمضان کے مہینہ کی بات ہے کہ انجمن احمدیہ راولپنڈی میں اللہ رکھا آیا اور مہمان خانہ میں رہنے کے لئے کہا۔ میں نے جواب دیا کہ تم کو قادیان سے نکالا گیا تھا۔ اس لئے اس جگہ نہیں رہ سکتے اس پر کہنے لگا مجھے معافی مل چکی ہے۔

(۱) خصوصیت سے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کا نام لیا کہ انہوں نے بھی مجھے ایک چٹھی امراء کے نام لکھ کر دی تھی کہ معافی مل چکی ہے۔ لیکن اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔

(۲) علاوہ اس کے اور بھی خاندان کے افراد کی چٹھیاں میرے پاس ہیں۔ ایک خط میاں عبدالوہاب صاحب عمر کا مجھے دکھایا۔ جس میں محبت بھرے الفاظ میں اللہ رکھا سے تعلقات کا اظہار کیا گیا تھا کہ ہم تو بھائیوں کی طرح ہیں اور امی جان تم کو بیٹوں کی طرح سمجھتی تھیں۔ یہ خط میں نے خود پڑھا تھا۔ اور اس سے میری تسلی ہو گئی اور میں نے اسے احمدی خیال کرکے مہمان خانہ میں رہنے کی اجازت دیدی۔

(۳) راولپنڈی میں میرے پاس تین دن رہنے کے بعد کہنے لگا کہ مولوی علی محمد صاحب اجمیری (سیکرٹری رشد و اصلاح) میرے اپنے آدمی ہیں اس لئے میں وہاں جاتا ہوں۔ وہاں کئی دن رہا۔ اور اس دوران میں ملتا رہا اور مختلف احمدیوں خصوصاً کرنل محمود صاحب کے گھر سے کھانا بھی کھاتا رہا۔

(۴) چند دنوں کے بعد اپنا تھوڑا سا سامان میرے پاس چھوڑ کر کہنے لگا کہ میں اگلی جماعتوں کا دورہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر کیمبل پور پشاور۔ مردان۔ ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔ اور سیالکوٹ تک تقریباً ڈیڑھ مہینہ پھرتا رہا۔ اور اب راولپنڈی اپنا سامان لینے کے لئے واپس آیا۔ چونکہ خاکسار مری تھا اس لئے اس جگہ آگیا اور آج ہی راولپنڈی واپس گیا ہے۔ اور جاتے ہوئے مندرجہ ذیل پتہ دے گیا ہے۔ نسبت روڈ ۱۱ مکان غلام رسول ۳۵ لاہور۔ اور کہہ گیا ہے کہ راولپنڈی سے ہو کر ربوہ جاؤں گا اور وہاں چند دن رہنے کے بعد لاہور جاؤں گا۔

(۵) یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے سچ اور صحیح لکھا ہے اور میں نے کسی چیز کو چھپایا نہیں ہے۔ اور میں نے اللہ رکھا سے یہ سلوک محض اس لئے کیا کہ وہ احمدی ہے۔ اور باقی افراد جماعت بلکہ مکرم امیر صاحب راولپنڈی کو بھی ملتا رہا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی مجھے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو اپنے پاس مت رکھو۔

نوٹ:۔ لاہور میں وہ اکثر جودھامل بلڈنگ میں مکرم عبدالوہاب صاحب عمر اور حافظ اعظم صاحب کے پاس رہتا ہے۔

اس نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ میرے تعلقات حافظ مختار احمد صاحب۔ اور مولوی خورشید احمد منیر مربی لاہور۔ اور قاضی محمد یوسف صاحب پراونشل امیر سرحد کے ساتھ گہرے ہیں۔ والسلام

حضور کا ادنیٰ غلام

دستخط (محمد صدیق شاہد مربی، مری

۲۳ - ۷ - ۵٦

حضور ایدہ اللہ کا پیغام

"اللہ رکھا وہ شخص ہے جس نے قادیان کی جماعت کے بیان کے مطابق قادیان میں فساد مچایا تھا اور بقول ان کے قادیان کے درویشوں کو تباہ کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی اور جب قادیان کی انجمن نے اس کو وہاں سے نکالا تو ان کے بیان کے مطابق اس نے بھارتی پولیس اور سکھوں اور ہندوؤں سے جوڑ ملایا اور قادیان کے درویشوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ جتنا وہ اس کو قادیان سے نکالنے کے لئے کوشش کرتے رہے اتنا ہی یہ بھارتی پولیس کی مدد سے قادیان میں رہنے کی کوشش کرتا رہا۔ کوہاٹ کی جماعت کے نمائندوں نے ابھی دو دن ہوئے مجھے بتایا کہ یہ شخص کوہاٹ آیا تھا اور وہاں اس نے ہم سے کہا تھا کہ جب خلیفۃ المسیح الثانی مر جائیں گے تو اگر جماعت نے مرزا ناصر احمد کو خلیفہ بنایا تو میں ان کی بیعت نہیں کروں گا۔ ہم نے جواباً کہا کہ مرزا ناصر احمد کی خلافت کا سوال نہیں تو ہمارے زندہ خلیفہ کی موت کا متمنی ہے۔ اس لئے تو ہمارے نزدیک خبیث آدمی ہے۔ یہاں سے چلا جا ہم تجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے جو اس کا بتایا ہوا پتہ لکھا ہے کوہاٹ کی جماعت نے دفتر کو بتایا کہ اسی جگہ کے رہنے والے چند نام نہاد احمدیوں کا اس نے نام لیا اور کہا کہ انہوں نے مجھے کرایہ دے کر جماعتوں کے دورے کے لئے بھجوایا ہے۔ مولوی محمدؐ صدیق صاحب کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ مزید دوروں کے لئے پھر رہا ہے۔ چوہدری فضل احمد صاحب جو نواب محمد دین صاحب مرحوم کے رشتہ کے بھائی ہیں اور نہایت مخلص اور نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے بھی ایک دن روک کر کھڑا ہو گیا تھا اور کہتا تھا کہ میں ملک بھر میں پھر رہا ہوں۔ مربی راولپنڈی کے بیان کے مطابق میاں عبدالوہاب صاحب نے اس کو ایک خط دیا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ تم ہمارے بھائیوں کی طرح ہو اور ہماری والدہ بھی تم سے بہت محبت کرتی تھیں۔ اگر ایسا کوئی خط تھا تو یہ بیان بالکل جھوٹ اور افترا ہے۔ کیونکہ میاں عبدالوہاب کی والدہ اس شخص کو جانتی بھی نہ تھیں۔ کیونکہ وہ ربوہ میں رہتی تھیں اور یہ شخص قادیان میں تھا اور جماعت کی پریشانی کا موجب بن رہا تھا۔ نیز وہ تو وفات سے قبل ذیابیطس کے شدید حملہ کی وجہ سے نیم بیہوشی کی حالت میں پڑی رہتی تھیں اور ان کی اولاد ان کو پوچھتی تک نہ تھی۔ اور میں ان کو باوجود ان کے محاسبہ کے ذریعہ سے علاوہ انجمن کے حضرت خلیفہ اولؓ کی محبت اور ادب کی وجہ سے دیا کرتا تھا۔ بلکہ جب میں بیمار ہوا اور یورپ گیا تو ان کی نواسیوں کو تاکید کر گیا تھا کہ ان کی خدمت کے لئے نوکر رکھو جو خرچ ہو گا میں ادا کروں گا۔ بہر حال ایک طرف تو جماعت مجھے خط لکھتی ہے کہ ہم آپ کی زندگی کے لئے رات دن دعائیں کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کا خط مجھے آج ملا کہ میں بیس سال سے آپ کی زندگی کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ دوسری طرف جماعت اس شخص کو سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے جو میری موت کا متمنی ہے۔ آخر یہ منافقت کیوں ہے؟ کیا میاں عبدالوہاب کا بھائی ہونا محض اس وجہ سے ہے کہ وہ شخص میری موت کا متمنی ہے؟ کوئی تعجب نہیں کہ وہ مری میں صرف اس نیت سے آیا ہو کہ مجھ پر حملہ کرے۔ جماعت کے دوستوں نے مجھے بتایا ہے کہ جب ہم نے اس کو گھر سے نکالا کہ یہ پرائیویٹ گھر ہے تمہیں اس میں آنے کا کوئی حق نہیں۔ تو اس نے باہر سڑک پر کھڑے ہو کر شور مچانا شروع کر دیا تاکہ ارد گرد کے غیر احمدیوں کی ہمدردی حاصل کرے۔ اب جماعت خود ہی فیصلہ کرے کہ میری موت کا متمنی آپ کا بھائی ہے یا آپ کا دشمن۔ آپ کو دو ٹوک فیصلہ کرنا ہو گا۔ اور یہ بھی فیصلہ کرنا ہو گا کہ جو اس کے دوست ہیں وہ بھی آپ کے دوست ہیں یا دشمن۔ اگر آپ نے فوراً

دو ٹوک فیصلہ نہ کیا تو مجھے آپ کی بیعت کے متعلق دو ٹوک فیصلہ کرنا پڑے گا۔ اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد جس جماعت اور جماعت کے افراد کی طرف سے اس دشمن احمدیت اور اس کے ساتھیوں کے متعلق برأت کی چٹھیاں مجھے نہ ملیں تو میں ان کے خط پھاڑ کر پھینک دیا کروں گا۔ اور ان کی درخواست دعا پر توجہ نہ کروں گا۔ یہ کتنی بے شرمی ہے کہ ایک طرف میری موت کے متمنی اور اس کے ساتھیوں کو اپنا دوست سمجھنا اور دوسری طرف مجھ سے دعاؤں کی درخواست کرنا

مہربانی کرکے یہ لوگ جن کا نام مولوی صدیق صاحب کے بیان میں ہے۔ یعنی قاضی محمد یوسف صاحب امیر سرحد۔ حافظ مختار احمد صاحب۔ اور مولوی خورشید احمد صاحب منیر مربی لاہور وہ بھی بتائیں کہ ان کا اس شخص کے ساتھ کیا تعلق ہے یا اس نے اپنے ساتھیوں کی عادت کے مطابق افترا سے کام لیا ہے۔ جن لوگوں کا نام اس شہادت میں آیا ہے ان کے متعلق میرے پاس مزید شہادتیں پہنچ چکی ہیں۔ عنقریب میں ان کو مکمل کرکے شائع کروں گا۔ اور اگر ان لوگوں کی طرف سے چھیڑ خانی جاری رہی تو میں غور کروں گا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ اور میں جماعت کی بھی نگرانی کروں گا کہ وہ اللہ رکھا اور اس کی قماش کے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔

جماعت کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہئیے کہ تذکرہ میں پسر موعود کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات شائع ہوئے ہیں۔ ان الہامات کے خاص خاص حصے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پرائیویٹ طور پر حضرت خلیفہ اولؓ کو کیوں لکھے؟ آخر مستقبل سے کچھ تو اس کا تعلق تھا۔ کیوں نہ حضرت صاحب نے سب باتیں سبز اشتہار میں لکھ دیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن نے جو حضرت خلیفہ اولؓ کے سالے بھی تھے۔ جب حضرت خلیفہ اولؓ کی زندگی میں پسر موعود پر ایک رسالہ لکھا تو اس پر حضرت خلیفہ اولؓ نے یوں ریویو کیا کہ میں اس مضمون سے متفق ہوں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ میں مرزا محمود احمد کا بچپن سے کتنا ادب کرتا ہوں۔ اس تبصرہ کی بھی کوئی حکمت تھی۔ اس کی کاپیاں اب تک موجود ہیں اور غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ریویو کا چربہ بھی اب تک موجود ہے۔"

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) ۲۳-۷-۵۶

پاکستان میں انصار اللہ کا دوسرا سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال انصار اللہ پاکستان کا سالانہ اجتماع ۲۶، ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۶ء بروز جمعہ اور ہفتہ منعقد ہوگا۔ احباب ابھی سے شمولیت کے لئے تیاری فرمائیں۔

ابو العطاء جالندھری۔ قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ

اعلان نکاح

مکرم ملک محمد عبد اللہ صاحب لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی بچی عزیزہ عائشہ صدیقہ کا نکاح بعوض مبلغ گیارہ صد روپیہ مہر ہمراہ مکرم الطاف احمد صاحب ابن ملک عبد العزیز صاحب ساکن گجرات سے مورخہ ۲۳-۷-۵۶ کو حضرت مولانا راجیکی صاحب نے مسجد دار الرحمت ربوہ میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین ثم آمین — مکرم ملک صاحب نے اس خوشی میں دو روپے اخبار الفضل کو عطیہ دائمی عنایت فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مینیجر الفضل ربوہ

فتنہ پرداز عناصر کی مذموم حرکات کے خلاف انتہائی نفرت کا اظہار

کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے ایک غیر معمولی اجلاس میں متفقہ قرارداد کی منظوری

ربوہ ۲۵ جولائی۔ اللہ رکھا کی نہایت قابل نفرت حرکات کے سلسلہ میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام ۲۵ جولائی کے اخبار الفضل میں پڑھ کر صدر انجمن احمدیہ کے جملہ کارکنان کا ایک غیر معمولی اجلاس آج نو بجے صبح زیر صدارت مکرم محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے ناظر اصلاح وارشاد منعقد ہوا۔ جس کی ابتدا تلاوت قرآن کریم سے ہوئی جو مکرم محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ فلسطین حال انچارج تالیف وتصنیف نے کی۔ آپ نے سورۃ بروج پڑھ کر سنائی بعد ازاں جناب چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نائب ناظر اصلاح وارشاد نے اخبار الفضل سے مولوی محمد صدیق صاحب شاہد منتعینہ راولپنڈی کا خط اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

ازاں بعد مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر نے حسب ذیل قرارداد اجلاس کے سامنے پیش کی۔ جملہ کارکنان نے متفقہ طور پر منظور کیا۔

"ہم تمام کارکنان صدر انجمن احمدیہ ربوہ متفقہ طور پر تمام ان اشخاص کو جو اللہ رکھا اور اس کے قماش کے اور ان کے ہم خیال اور معاون ہیں انتہائی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کلیتاً ان کی اور ان تمام حرکات سے نہ صرف اپنی بریت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ان حرکات کے خلاف انتہائی نفرت کا بھی اظہار کرتے ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مصداق پسر موعود ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے تاکہ جو جو فتوحات پسر موعود کے متعلق پیشگوئیوں میں مندرج ہیں وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حضور کے ہاتھوں کامل طور پر پورا کرے اور ہم لوگوں کو بھی یہ سعادت نصیب کرے کہ ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے دشمنان سلسلہ کو خائب وخاسر کرے۔"

اجلاس نے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر تعلیم کی تحریک پر یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس قرارداد کی نقول سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور بغرض اطلاع اور ایڈیٹر اخبار الفضل کو بغرض اشاعت بھجوائی جائیں۔

آخر میں صدر اجلاس جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو بہت بڑی علو مرتبت حاصل تھی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مقام بھی نہایت علو مرتبت رکھتا ہے۔ مجھے جو روحانی تجارب ہوئے وہ زیادہ تر حضور ہی کے زمانہ میں ہوئے ہیں حضور کی خلافت موعود خلافت ہے اور حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پسر موعود ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کی عمر میں بہت برکت عطا فرمائے جو جماعت کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا جیسا کہ مومن کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ اور سجدہ میں گر کر دعا کرتا ہے۔ اس تکلیف دہ چیز کی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک کو دو دو نفل پڑھنے چاہئیں اور دعا کرنی چاہئیے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس فتنہ کے بد اثرات سے ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

آپ نے نصیحت فرمائی کہ ہمارے تمام کام دعا سے شروع ہونے اور دعا پر ہی ختم ہونے چاہئیں۔ بالآخر آپ نے دعا کروانے کے بعد جلسہ کو برخاست کیا۔

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کراچی سے دمشق روانہ ہو گئے

کراچی ۲۵ جولائی (بذریعہ تار) مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بذریعہ ہوائی جہاز مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۵۶ء کو دمشق روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب بخیریت منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے دعا کریں۔

لاٹ نمبری ۳/۲۶ کے خرید صاحب توجہ فرمائیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

کچھ عرصہ ہوا مجھ سے ایک زمیندار احمدی دوست نے -/۱۳۵۰ روپے میں یعنی اصل قیمت پر لاٹ ۳/۲۶ ضلع جھنگ میں خریدی تھی اور مجھے اس کی رقم ادا کر دی تھی۔ مجھے ان صاحب کا نام نوٹ کرنا یاد نہیں رہا مہربانی کر کے اگر وہ یہ اعلان دیکھیں تو مجھے اپنے نام اور پتے سے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۴/۷/۵۶)

لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام شمع خلافت کے پروانوں کا عظیم الشان اجتماع

خلافت کے ساتھ وابستگی اور حضور ایدہ اللہ کے ساتھ والہانہ عقیدت کا ایمان افروز نظارہ

ربوہ ۲۶ جولائی۔ کل نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کا ایک ہنگامی اجلاس مکرم جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ربوہ کے خورد و کلاں کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ مسجد کا تمام صحن شمع خلافت کے پروانوں سے بھرا ہوا تھا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم مولوی عبدالغفور صاحب نے ... کی۔ مکرم مولوی ابوالمنیر نور الحق صاحب نے ۲۵ جولائی کے الفضل میں سے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تازہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعدہ صاحب صدر نے حضور ایدہ اللہ کی بلند شان علو مرتبت اور آپ کے عظیم الشان کارناموں پر ایک نہایت ایمان افروز تقریر کی اور اللہ رکھا اور اس کے قماش کے لوگوں کی مذموم حرکات کے ضمن میں سابقہ فتنوں کی ناکامی دنا مرادی اور حضور ایدہ اللہ کے مقدس وجود کی برکت سے جماعت کی تائید و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ کسی منافق کی منافقت حضور ایدہ اللہ کی ذات اطہر اور آپ کی جماعت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی بعدہ لوکل انجمن کے صدر عمومی جناب سید غلام شاہ صاحب نے حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔ جو پورے جوش و خروش کے ساتھ کامل اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔

قرارداد

جماعت احمدیہ ربوہ کا یہ ہنگامی اجلاس اللہ رکھا کی شرارت کو جو مختلف جماعتوں میں وہ پھیلا رہا ہے۔ نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اسی طرح سے ان لوگوں کے خلاف بھی بیزاری و نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ جو ایسے بد باطن شخص کو اپنا بھائی یا دوست سمجھتے ہیں۔

نیز جماعت احمدیہ ربوہ کا یہ اجلاس حضور سے یہ عرض کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ ربوہ کے جملہ افراد حضور کو مصلح موعود اور خلیفہ برحق یقین کرتے ہیں۔ ہم نے حضور کے ذریعہ سے زندہ خدا کو دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے ذریعہ سے ہمیشہ جماعت کی حفاظت ۲

ہو گئی ہے۔ اور وہ آپ کی تنظیم اور حسن تدبر اور دعاؤں سے اسلام کو ساری دنیا پر پھیلا رہا ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا کرے۔ اور حضور کی ذات کے ساتھ غلبہ اسلام کی جو پیشگوئیاں وابستہ ہیں ان کو جلد مکمل طور پر پورا کرے آمین۔

بعدہ اجتماعی دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔